فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۱۹)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: نماز میں جمائی آئے، تو منہ سے ہاہ ہاہ کی آواز نکلی، نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: نماز میں جمائی آئے، تو اسے حتی الوسع روکنا چاہیے اور اگر بلا اختیار منہ سے آواز نکل آئے، تو نماز صحیح ہے۔

یاد رہے کہ جمائی سستی اور کاہلی کی علامت ہے، یہ شیطان کی طرف سے ہے، وہ انسان کو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں سست کرتا ہے، جمائی سے شیطان خوش ہوتا ہے۔ جب جمائی آئے، تو منہ پر ہاتھ رکھنا چاہیے اور جتنا ممکن ہو، اس پر قابو پانا چاہیے، نیز آواز نکالنے سے بچنا چاہیے۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''چھینک کو اللہ پسند کرتا اور جمائی کو ناپسند کرتا ہے، جسے چھینک آئے وہ الحمد للہ کہے اور سننے والا ہر مسلمان «يرحمك الله» (اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے) کہے، رہی جمائی تو وہ شیطان کی طرف سے، جمائی آئے تو اسے روکنے کی حتی المقدور کوشش کریں، جب کوئی جمائی لیتا ہے تو شیطان مسکراتا ہے۔''

(صحيح البخاري : 6223)

❀ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''چھینک اللہ کی طرف سے ہے اور جمائی شیطان کی طرف سے، جب کسی کو

جمائی آئے تو اسے چاہیے کہ وہ منہ پر اپنا ہاتھ رکھے اور جب بندہ ہاہ ہاہ کہہ کر آواز نکالتا ہے تو وہ شیطان ہے جو اس کے پیٹ سے بولتا ہے۔''

(مسند الحمیدی : 1195، صحیحٌ)

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''علمائے کرام اس کا مفہوم یہ بیان کرتے ہیں کہ چھینک کا سبب محمود و بہتر اور جسم کا ہلکا ہونا ہے جو کہ غذا اور اختلاط کی قلت کی وجہ سے ہے، یہ پسندیدہ اور محبوب عمل ہے، کیونکہ یہ شہوت نفس کو کمزور اور اطاعت کو آسان بناتا ہے اور جمائی اس کے برعکس ہے، واللہ اعلم۔''

(الأذکار، ص 269)

سوال: چیونگم چبا کر نماز پڑھی، کیا حکم ہے؟

جواب: دوران نماز کھانا پینا ممنوع ہے، نماز میں جان بوجھ کر کھانے پینے سے نماز باطل ہو جاتی ہے، اعادہ ضروری ہے۔

❀ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ عَلٰى أَنَّ الْمُصَلِّيَ مَمْنُوعٌ مِنَ الْأَكْلِ وَالشُّرْبِ، وَأَجْمَعَ كُلُّ مَنْ نَحْفَظُ عَنْهُ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ عَلٰى مَنْ أَكَلَ أَوْ شَرِبَ فِي الصَّلَاةِ عَامِدًا الْإِعَادَةَ .

''اہل علم کا اجماع ہے کہ نماز میں کھانا پینا ممنوع ہے اور جن اہل علم سے ہم نے علم محفوظ کیا ہے، ان کا اجماع ہے کہ جس نے نماز میں جان بوجھ کر کھایا یا پیا، اس پر نماز کا اعادہ ضروری ہے۔''

(الأوسط : 248/3، الإشراف : 52/2، الإجماع : 101/1)

سوال: نماز میں عورت کے کچھ بال کھلے رہ گئے، نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: نماز میں عورت کو مکمل سر ڈھانپنا چاہیے، سارے بالوں پر دوپٹہ ہونا چاہیے، البتہ معمولی بال کھلے رہ گئے، تو نماز ہو جائے گی۔

سوال: لاؤڈ اسپیکر میں نماز پڑھانا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے، یہ جدید سہولت ہے، جس سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے، یہ شرعی قواعد کے خلاف بھی نہیں، اس لیے اس کی کراہت یا ممانعت کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔

سوال: گانے بجانے والی جگہ پر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: جگہ پاک صاف ہے، تو نماز ہو جائے گی۔

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى أَنْ يُصَلَّى فِي سَبْعَةِ مَوَاطِنَ؛ فِي الْمَزْبَلَةِ، وَالْمَجْزَرَةِ، وَالْمَقْبَرَةِ، وَقَارِعَةِ الطَّرِيقِ، وَفِي الْحَمَّامِ، وَفِي مَعَاطِنِ الْإِبِلِ، وَفَوْقَ ظَهْرِ بَيْتِ اللّٰهِ.

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات جگہوں پر نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے؛ ① کوڑا کرکٹ پھینکنے کی جگہ ② جانور ذبح کرنے کی جگہ ③ قبرستان ④ راستے ⑤ غسل خانہ ⑥ اونٹوں کے باڑے میں ⑦ اور بیت اللہ کی چھت پر۔“

(سنن الترمذي : 346، سنن ابن ماجه : 746)

جواب: سند سخت ضعیف ہے۔ زید بن جبیرہ ”ضعیف، متروک ومنکر الحدیث“ ہے۔

۞ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مُجْمَعٌ عَلٰى ضَعْفِهٖ .

''اس کے ضعیف ہونے پر اجماع ہے۔''

(المُهذّب في اختصار السّنن : 766/2)

۞ اس حدیث کو امام ابو حاتم رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

(علل الحديث لابن أبي حاتم : 338/2)

۞ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِسْنَادُهٗ لَيْسَ بِذَاكَ الْقَوِيِّ .

''اس کی سند قوی نہیں ہے۔''

(سنن الترمذي، تحت الحديث : 347)

۞ امام ابن عدی رحمہ اللہ نے ''غیر محفوظ'' کہا ہے۔

(الكامل في ضُعفاء الرِّجال : 155/4)

۞ حافظ نووی رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

(خلاصة الأحكام :322/1)

۞ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''ضعیف'' کہا ہے۔

(البدر المنير : 441/3)

تنبیہ:

یہ حدیث سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

(سنن التّرمذي، تحت الحديث : 347، سنن ابن ماجه : 747)

یہ روایت بھی قابل حجت نہیں ؛

① اسے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی روایت قرار دینا درست نہیں، بلکہ صحیح یہی ہے کہ یہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کو ہی ترجیح دی ہے۔

(سنن التّرمذي، تحت الحديث : 347، السّنن الكبرىٰ : 466/2)

② امام ابو حاتم رحمہ اللہ سے سیدنا عبد اللہ بن عمر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہم دونوں کی حدیثوں کے بارے میں پوچھا گیا، تو فرمایا:

جَمِيعًا وَاهِيَيْنِ .

''دونوں حدیثیں ہی ضعیف ہیں۔''

(علل الحديث لابن أبي حاتم : 338/2)

سوال: کیا قنوت نازلہ منسوخ ہے؟

جواب: قنوت نازلہ مشروع ہے، اس کا منسوخ ہونا ثابت نہیں۔

❀ سیدنا عبدالرحمٰن بن ابزیٰ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز فجر ادا کی۔ انہوں نے قنوتِ نازلہ میں یہ دُعا پڑھی:

اللّٰهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ، وَلَكَ نُصَلِّي وَنَسْجُدُ ....

''اللہ! ہم صرف تیری عبادت کرتے، تیرے لئے نماز پڑھتے اور سجدہ کرتے ہیں......۔''

(السّنن الكبرىٰ للبَيهقي : 201/2، وسندهٗ صحيحٌ)

حافظ بیہقی رحمہ اللہ اور ابن ملقن رحمہ اللہ (البدر المنير : 471/4) نے اسے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ نے (شرح معاني الآثار : 249/1) میں بسند صحیح نقل کیا ہے۔

❀ طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

صَلَّيْتُ خَلْفَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ صَلَاةَ الصُّبْحِ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الْقِرَاءَةِ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ، كَبَّرَ ثُمَّ قَنَتَ، ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ.

''میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں نماز فجر ادا کی، دوسری رکعت میں قرأت سے فارغ ہوئے، تو انہوں نے تکبیر کہی اور قنوت کرنے لگے۔ بعد میں تکبیر کہہ کر رکوع چلے گئے۔''

(شرح معاني الآثار للطّحاوي :250/1، وسندهٗ صحيحٌ)

اگر قنوت نازلہ منسوخ ہوتی، تو کبار صحابہ اسے ادا نہ فرماتے۔

(سوال): عشاء سے پہلے خاص چار رکعت سنت پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

(جواب): نماز عشاء سے پہلے خاص چار رکعت سنت کسی حدیث میں منقول نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ، تابعین اور ائمہ دین میں سے کسی سے پڑھنا ثابت نہیں۔

(سوال): مختصر نماز تسبیح کا کیا حکم ہے؟

(جواب): سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ، غَدَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ : عَلِّمْنِي كَلِمَاتٍ أَقُولُهُنَّ فِي صَلَاتِي، فَقَالَ : كَبِّرِي اللّٰهَ عَشْرًا، وَّسَبِّحِي اللّٰهَ عَشْرًا، وَّاحْمَدِيهِ عَشْرًا، ثُمَّ سَلِي مَا شِئْتِ، يَقُولُ : نَعَمْ نَعَمْ.

''ایک صبح سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، مجھے کچھ ایسے کلمات سکھا دیجئے، جو نماز میں کہہ سکوں، فرمایا: دس دفعہ اللہ اکبر، دس دفعہ سبحان اللہ،

دس دفعہ الحمدللہ کہیں، پھر مانگتی جائیں، وہ دیا جائے گا۔''

(سنن التّرمذي :481، سنن النّسائي : 1299، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن غریب''ابن خزیمہ رحمہ اللہ (850) امام ابن حبان رحمہ اللہ (2011) نے ''صحیح''اور امام حاکم رحمہ اللہ (1 / 318) نے امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

بعض اہل علم نے اس سے مختصر نماز تسبیح کا اثبات کیا ہے، جبکہ مختصر نماز تسبیح کا کوئی بھی قائل نہیں۔

❀ **محدث محمد عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:**

قَالَ الْعِرَاقِيُّ : إِيرَادُ هٰذَا الْحَدِيثِ فِي بَابِ صَلَاةِ التَّسْبِيحِ فِيهِ نَظَرٌ، فَإِنَّ الْمَعْرُوفَ أَنَّهٗ وَرَدَ فِي التَّسْبِيحِ عَقِبَ الصَّلَوَاتِ لَا فِي صَلَاةِ التَّسْبِيحِ .

''حافظ عراقی کہتے ہیں: اس حدیث کو صلاۃ التسبیح کے باب میں ذکر کرنا محل نظر ہے، معلوم شد کہ یہ نماز کے بعد کی تسبیح ہے، نہ کہ نماز تسبیح۔''

(تحفة الأحوَذي :350/1)

سوال: ڈاڑھی منڈوانے والے کا نماز تراویح کی امامت کرنا کیسا ہے؟

جواب: ڈاڑھی منڈوانا اعلانیہ کبیرہ گناہ ہے، ایسا شخص فاسق ہے اور فاسق کو کسی نماز کا امام نہیں بنانا چاہیے، نہ نفل کا، نہ فرض کا۔

سوال: کیا تراویح اور تہجد الگ الگ نمازیں ہیں؟

جواب: ائمہ محدثین کے نزدیک نماز تہجد اور تراویح میں کوئی فرق نہیں، یہ ایک نماز

کے دو نام ہیں۔بعض حضرات کہتے ہیں کہ تراویح اور تہجد دونوں علیحدہ نمازیں ہیں۔تو ان کی یہ بات محل نظر ہے۔

✿ علامہ انور شاہ کاشمیری صاحب فرماتے ہیں:

لَمْ يَثْبُتْ فِي رِوَايَةٍ مِّنَ الرِّوَايَاتِ أَنَّهُ صَلَّى التَّرَاوِيحَ وَالتَّهَجُّدَ عَلٰى حِدَةٍ فِي رَمَضَانَ، بَلْ طَوَّلَ التَّرَاوِيحَ، وَبَيْنَ التَّرَاوِيحِ وَالتَّهَجُّدِ فِي عَهْدِهٖ لَمْ يَكُنْ فَرْقٌ فِي الرَّكْعَاتِ، بَلْ فِي الْوَقْتِ وَالصِّفَةِ، أَيِ اَلتَّرَاوِيحَ تَكُونُ بِالْجَمَاعَةِ فِي الْمَسْجِدِ بِخِلَافِ التَّهَجُّدِ، وَإِنَّ الشُّرُوعَ فِي التَّرَاوِيحِ يَكُونُ فِي أَوَّلِ اللَّيْلِ وَفِي التَّهَجُّدِ فِي آخِرِ اللَّيْلِ.

''ایسی کوئی روایت ثابت نہیں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے رمضان میں نماز تہجد اور تراویح الگ الگ پڑھی ہوں، بلکہ عہد رسالت میں رکعات کے اعتبار سے تراویح اور تہجد میں کوئی فرق نہیں تھا، البتہ وقت اور طریقے میں کچھ فرق تھا کہ تہجد کے برعکس تراویح مسجد میں باجماعت ادا کی جاتی تھی۔اسی طرح تراویح رات کے اول حصے میں پڑھی جاتی تھی اور نماز تہجد رات کے آخری حصہ میں ادا کی جاتی تھی۔''

(العَرف الشّذي :166/1)

✿ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

صُمْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَضَانَ، فَلَمْ

يَقُمْ بِنَا شَيْئًا مِّنَ الشَّهْرِ حَتّٰى بَقِيَ سَبْعٌ، فَقَامَ بِنَا حَتّٰى ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ، فَلَمَّا كَانَتِ السَّادِسَةُ، لَمْ يَقُمْ بِنَا، فَلَمَّا كَانَتِ الْخَامِسَةُ، قَامَ بِنَا حَتّٰى ذَهَبَ شَطْرُ اللَّيْلِ، فَقُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، لَوْ نَفَّلْتَنَا قِيَامَ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ، قَالَ : فَقَالَ : «إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا صَلّٰى مَعَ الْإِمَامِ حَتّٰى يَنْصَرِفَ، حُسِبَ لَهٗ قِيَامُ لَيْلَةٍ»، قَالَ : فَلَمَّا كَانَتِ الرَّابِعَةُ، لَمْ يَقُمْ، فَلَمَّا كَانَتِ الثَّالِثَةُ، جَمَعَ أَهْلَهٗ وَنِسَاءَهٗ وَالنَّاسَ، فَقَامَ بِنَا حَتّٰى خَشِينَا أَنْ يَّفُوتَنَا الْفَلَاحُ، قَالَ : قُلْتُ : وَمَا الْفَلَاحُ؟ قَالَ : السُّحُورُ، ثُمَّ لَمْ يَقُمْ بِقِيَّةَ الشَّهْرِ .

''ہم نے رسول اکرم ﷺ کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے۔ آپ ﷺ نے قیام نہیں کروایا، تئیسویں شب کا تہائی حصہ قیام کروایا۔ چوبیسویں کو قیام نہیں کروایا، پھر پچیسویں کو نصف رات تک قیام کروایا۔ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کاش کہ آپ پوری رات قیام کرواتے۔ فرمایا: نماز عشا با جماعت کرنے پر قیام اللیل کا ثواب ملتا ہے۔ چھبیسویں رات قیام نہیں کروایا۔ ستائیسویں شب صحابہ کو بمع اہل وعیال قیام کروایا، تا آنکہ ہمیں خدشہ ہوا کہ 'فلاح' سے محروم نہ رہ جائیں۔ راوی نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: فلاح سے کیا مراد ہے؟ کہا: سحری۔ پھر بقیہ ایام قیام نہیں کروایا۔''

(مسند الإمام أحمد : 159/5، سنن أبي داود : 1375، سنن النّسائي : 1606، سنن التّرمذي : 806، سنن ابن ماجه : 1327، وسندهٗ صحيحٌ)

نبی کریم ﷺ نے ساری رات قیام فرمایا، یہ قیامِ رمضان تھا، اس رات الگ سے نماز

تہجد ادا کرنے کا وقت ہی نہیں تھا۔ معلوم ہوا کہ تہجد اور تراویح ایک ہی نماز کے دو نام ہیں۔

سوال: سنن راتبہ رہ جائیں، تو کیا ان کی قضا دی جاسکتی ہے؟

جواب: فرض سے پہلے یا بعد کی سنتیں رہ جائیں، تو بعد میں بھی ادا کی جاسکتی ہیں۔ ان کی قضا مسنون ہے۔

❀ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عصر کے بعد دو رکعت پڑھتے دیکھا، تو ان کے بارے میں پوچھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَا بِنْتَ أَبِي أُمَيَّةَ، سَأَلْتِ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ، وَإِنَّهُ أَتَانِي نَاسٌ مِّنْ عَبْدِ الْقَيْسِ، فَشَغَلُونِي عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ، فَهُمَا هَاتَانِ .

''ابوامیہ کی دختر! آپ نے عصر کے بعد دو رکعت کے بارے میں پوچھا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ میرے پاس قبیلہ عبد قیس کے کچھ لوگ آئے تھے، انہوں نے مجھے ظہر کے بعد والی دو رکعت سے مصروف کر دیا، میں وہی دو رکعت پڑھ رہا ہوں۔''

(صحيح البخاري : 1233، صحيح مسلم : 833)

❀ اس حدیث کے تحت علامہ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ أَنَّ فَوَائِتَ النَّوَافِلِ تُقْضٰى وَلَا تُتْرَكُ .

''اس حدیث میں دلیل ہے کہ نوافل رہ جائیں، تو ان کی قضا دی جائے، نہ کہ انہیں چھوڑ دیا جائے۔''

(أعلام الحديث :655/1)

❀ نیز حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ السُّنَنَ الرَّاتِبَةَ إِذَا فَاتَتْ يُسْتَحَبُّ قَضَاؤُهَا وَهُوَ الصَّحِيحُ عِنْدَنَا .

''اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ سنن راتبہ رہ جائیں، تو ان کی قضا مستحب ہے، ہمارے نزدیک یہی صحیح ہے۔''

(شرح النّووي : 121/6)

❁ علامہ طیبی رحمہ اللہ (۷۴۳ھ) فرماتے ہیں:

فِي الْحَدِيثِ دَلَالَةٌ عَلٰی أَنَّ النَّوَافِلَ الْمُؤَقَّتَةَ تُقْضٰی كَمَا تُقْضَى الْفَرَائِضُ .

''یہ حدیث دلیل ہے کہ جن نوافل کا وقت مقرر ہے، (وہ رہ جائیں، تو) فرائض کی طرح ان کی بھی قضا دی جائے۔''

(شرح مشكاة المَصابيح : 1121/4)

❁ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ دَلِيلٌ عَلٰی أَنَّ السُّنَنَ الرَّوَاتِبَ تُقْضٰی، وَأَنَّ قَضَاءَ هَا جَائِزٌ بَعْدَ الْعَصْرِ، وَبَعْدَ الْفَجْرِ مِثْلُهٗ، لَا فَرْقَ بَيْنَهُمَا .

''یہ حدیث دلیل ہے کہ سنن رواتب (رہ جائیں، تو ان) کی قضا دی جائے گی، نیز دلیل ہے کہ عصر کے بعد نوافل کی قضا دینا جائز ہے، اسی طرح فجر کے بعد بھی، دونوں میں کوئی فرق نہیں۔''

(التّنبيه على مشكِلات الهِداية : 694/2)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے،

رات کے آخری پہر پڑاؤ ڈالا، سو گئے، نماز فجر لیٹ ہوگئی، نیند سے بیدار ہوئے، تو سورج طلوع ہو چکا تھا، آپ ﷺ نے وضو کیا، فجر کی دو سنتیں ادا کیں، پھر نماز فجر پڑھائی۔

(صحيح مسلم: 680)

❀ شارح مسلم، حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ دَلِيلٌ لِقَضَاءِ السُّنَنِ الرَّاتِبَةِ إِذَا فَاتَتْ.

''یہ حدیث دلیل ہے کہ سنن راتبہ رہ جائیں، تو ان کی قضا دی جائے۔''

(شرح النّووي: 183/5)

سوال: اگر ایک رکعت میں دو مرتبہ سورت فاتحہ پڑھ لی، تو کیا سجدہ سہو ہے؟

جواب: کوئی حرج نہیں، سجدہ سہو کی ضرورت نہیں۔

سوال: سورت فاتحہ کی ایک آیت دو مرتبہ پڑھ لی، تو کیا سجدہ سہو ہے؟

جواب: نہیں۔

سوال: نابالغ بچے نے آیت سجدہ تلاوت کی، تو کیا سننے والا سجدہ کرے گا؟

جواب: نابالغ کی تلاوت پر بھی سجدہ تلاوت کیا جائے گا۔

سوال: اگر سجدہ تلاوت رہ گیا، تو کیا فدیہ واجب ہوگا؟

جواب: سجدہ تلاوت مسنون مستحب ہے، جب سجدہ والی آیت پڑھی یا سنی جائے گی، اسی وقت سجدہ کرنا مسنون ہے، اگر رہ جائے یا جان بوجھ کر نہ کرے، تو بعد میں سجدہ تلاوت کرنے کی ضرورت نہیں، نیز اس پر کوئی فدیہ واجب نہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ ہر سجدہ تلاوت رہ جانے پر پونے دو سیر گندم یا اس کی قیمت صدقہ کی جائے۔ یہ بے اصل بات ہے اور شرعی احکام میں زیادتی ہے۔

(سوال): سفر سے واپسی میں ایئر پورٹ پر نماز قصر کرنے کا کیا حکم ہے؟

(جواب): مسافر جب تک اپنے علاقے میں نہ پہنچ جائے، وہ سفر میں ہے، وہ قصر بھی کر سکتا ہے اور دو نمازوں کو جمع بھی کر سکتا ہے۔

(سوال): کیا عورت حالت حیض میں سفر کر سکتی ہے؟

(جواب): جی ہاں، سفر کر سکتی ہے۔

(سوال): کیا شوہر سسرال میں قصر کر سکتا ہے؟

(جواب): مسافر اپنے گھر کے علاوہ جہاں بھی سفر کی نیت سے گیا ہے، وہ قصر کر سکتا ہے، سسرال اس کی مستقل اقامت گاہ نہیں ہے۔

(سوال): خطیب کا دوران خطبہ دائیں بائیں التفات کرنا کیسا ہے؟

(جواب): جائز ہے۔

(سوال): جمعہ کے دو خطبوں کے درمیان لمحہ بھر کے لیے بیٹھنا کیسا ہے؟

(جواب): مسنون ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ خُطْبَتَيْنِ يَقْعُدُ بَيْنَهُمَا .

''نبی کریم ﷺ (جمعہ کے) دو خطبے ارشاد فرماتے تھے، دونوں کے درمیان (لمحہ بھر کے لیے) بیٹھتے تھے۔''

(صحيح البخاري : 928، صحيح مسلم :861)

(سوال): جمعہ کے بعد احتیاطی ظہر کا کیا حکم ہے؟

(جواب): جمعہ کے بعد چار رکعت احتیاطی ظہر کے پڑھنا ناجائز ہے۔ یہ بعد والوں کی

بدعت ہے، اسلاف سے ایسا کچھ ثابت نہیں۔

❁ علامہ ابن نجیم حنفی (۹۷۰ھ) لکھتے ہیں:

قَدْ كَثُرَ ذٰلِكَ مِنْ جَهَلَةِ زَمَانِنَا أَيْضًا وَمُنْشَأُ جَهْلِهِمْ صَلَاةُ الْأَرْبَعِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ بِنِيَّةِ الظُّهْرِ، وَإِنَّمَا وَضَعَهَا بَعْضُ الْمُتَأَخِّرِينَ عِنْدَ الشَّكِّ فِي صِحَّةِ الْجُمُعَةِ.

''ہمارے زمانہ میں بہت سے جاہلوں کی طرف سے احتیاطی ظہر کا کہا گیا ہے، اپنی جہالت کی وجہ سے یہ جمعہ کے بعد ظہر کی نیت سے چار رکعت ادا کرتے ہیں۔ یہ متاخرین کی وضع کردہ نماز ہے کہ جب جمعہ کے صحیح ہونے میں شک ہو جائے (تو احتیاطی چار رکعت ظہر پڑھ لی جائے)۔''

(البحر الرّائق : 151/2)

سوال: جمعہ کو ''مبارک'' کہنا کیسا ہے؟

جواب: جمعہ کے ساتھ ''مبارک'' کا لفظ احادیث و آثار میں منقول نہیں، لہٰذا اس سے اجتناب بہتر ہے۔

تنبیہ:

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ لَقِيَ أَخَاهُ عِنْدَ الْانْصِرَافِ مِنْ يَوْمِهٖ فَلْيَقُلْ : يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنَّا وَمِنْكَ، فَإِنَّهَا فَرِيضَةٌ أَدَّيْتُمُوهَا إِلٰى رَبِّكُمْ عَزَّ وَجَلَّ.

''جو شخص جمعہ کے بعد اپنے بھائی کو ملے، تو وہ یہ کہے: يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنَّا وَمِنْكَ

''اللہ تعالیٰ آپ اور مجھ سے قبول کرے۔'' کیونکہ یہ ایک فریضہ ہے، جسے آپ نے اللہ عزوجل کے لیے سرانجام دیا ہے۔''

(تاريخ أصبهان لأبي نعيم :464/1)

سند جھوٹی ہے۔

① نہشل بن سعید ''متروک وکذاب'' ہے۔

② ضحاک بن مزاحم کا سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سماع نہیں۔

سوال:عیدین کے موقع پر تَقَبَّلَ اللّٰهُ مِنَّا وَمِنْكُمْ کہنا کیسا ہے؟

جواب: درست ہے۔ مسلمانوں کا متوارث عمل ہے۔

❀ امام مالک رحمہ اللہ کو اس بارے میں سوال کیا گیا، تو فرمایا:

مَا زَالَ ذٰلِكَ الْأَمْرُ عِنْدَنَا مَا نَرٰى بِهٖ بَأْسًا .

''ہمارے ہاں یہ عمل شروع سے رائج ہے، ہم اس میں کوئی حرج خیال نہیں کرتے۔''

(الثّقات لابن حبّان : 90/9، وسندهٗ حسنٌ)

❀ امام شعبہ بن حجاج رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَقِيَنِي يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ فِي يَوْمِ عِيدٍ فَقَالَ : تَقَبَّلَ اللّٰهُ مِنَّا وَمِنْكَ .

''عید کے دن میری ملاقات یونس بن عبید رحمہ اللہ سے ہوئی، تو آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: تَقَبَّلَ اللّٰهُ مِنَّا وَمِنْكَ''

(الدُّعاء للطّبراني : 929، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے اس عنوان پر وُصُولُ الْأَمَانِيِّ بِأُصُولِ التَّهَانِئِ نامی رسالہ بھی رکھا ہے۔

(سوال):عیدین کی نماز کہاں ادا کی جائے؟

(جواب):سنت یہ ہے کہ عیدین کی نماز آبادی سے باہر عید گاہ میں ادا کی جائے۔ مجبوری کی صورت میں مسجد وغیرہ میں بھی نماز عید ادا کی جاسکتی ہے۔

❁ علمائے احناف لکھتے ہیں:

الْخُرُوجُ إِلَى الْجَبَّانَةِ فِي صَلَاةِ الْعِيدِ سُنَّةٌ وَإِنْ كَانَ يَسَعُهُمْ الْمَسْجِدُ الْجَامِعُ، عَلٰى هٰذَا عَامَّةُ الْمَشَايِخِ وَهُوَ الصَّحِيحُ .

''نماز عید کے لیے صحرا کی طرف نکلنا مسنون ہے، اگرچہ جامع مسجد میں سارے نمازیوں کی گنجائش ہو۔ اکثر مشائخ کا یہی فتویٰ ہے اور یہی صحیح ہے۔''

(فتاویٰ عالمگیری:150/1)

❁ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں سیدنا ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ اور دیگر لوگ صحرا میں نماز عید ادا کرنے کے لیے نکلے تھے۔

(الأوسط لابن المنذر :2141، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ علامہ شوکانی رحمہ اللہ (۱۲۵۰ھ) فرماتے ہیں:

مِنَ الْمَأْثُورِ فِي الْعِيدَيْنِ أَنْ تَكُونَ الصَّلَاةُ فِي الْجَبَانَةِ إِلَّا لِعُذْرٍ مِنْ مَطَرٍ أَوْ نَحْوِهِ .

''سنت سے یہی ثابت ہے کہ عیدین کی نماز صحرا میں ادا کی جائے گی، الا کہ بارش وغیرہ کا کوئی عذر ہو۔''

(السّيل الجرّار، ص 196)

(سوال): کعبہ میں نماز کا کیا حکم ہے؟

(جواب): خانہ کعبہ کے اندر نماز جائز ہے، کسی بھی سمت منہ کیا جا سکتا ہے۔

❁ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے بیان کیا:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى فِيهِ، وَلَيْسَ عَلٰى أَحَدٍ بَأْسٌ أَنْ يُصَلِّيَ فِي أَيِّ نَوَاحِي الْبَيْتِ شَاءَ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ میں نماز پڑھی، لہٰذا بیت اللہ کے کسی بھی کونے میں نماز پڑھنا جائز ہے۔''

(صحيح البخاري : 1599)

(سوال): ایک شخص پاگل ہو گیا، بعد میں آفاقہ ہو، تو اس عرصہ میں جتنی نماز چھوڑیں، ان کا کیا ہوگا؟

(جواب): مجنون جب تک حالت جنون میں ہے، شرعی احکام کا مکلّف نہیں، لہٰذا اگر اسے کئی دن تک جنون طاری رہا، تو حالت جنون میں رہ جانے والی نمازوں کی قضا کی ضرورت نہیں۔

❁ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

إِنَّ الْقَلَمَ قَدْ وُضِعَ عَنْ ثَلاثَةٍ عَنِ الْمَجْنُونِ حَتّٰى يَفِيقَ وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتّٰى يَعْقِلَ وَعَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ .

''تین طرح کے لوگوں سے قلم اٹھالیا گیا ہے؛ ① مجنون سے، جب تک کہ وہ تندرست نہ ہو جائے، ② بچے سے، جب تک کہ وہ سن شعور کو نہ پہنچ جائے اور ③ سوئے ہوئے سے، جب تک کہ وہ جاگ نہ جائے۔''

(مسند علي بن الجعد : 741، وسندهٗ صحيحٌ)

البتہ اگر جنون دن کے ایک حصہ میں ہوا تھا اور بعد میں آفاقہ ہو گیا، تو دن بھر کی تمام نمازوں کی قضا دے گا۔

(سوال): میت کو غسل دینے سے پہلے اس کے پاس تلاوت کرنا کیسا ہے؟

(جواب): شرعی نصوص میں اس کا کوئی ثبوت نہیں۔

(سوال): میت کی آنکھوں سے لینس نکالنا کیسا ہے؟

(جواب): محض تکلف ہے، لینس نکالنے کی ضرورت نہیں۔

(سوال): عید پر نیا لباس پہننا کیسا ہے؟

(جواب): مستحب ہے۔ جب جمعہ کے دن عمدہ لباس پہننا مسنون ہے، تو عید پر بالا ولیٰ جائز و مسنون ہے، کیونکہ عید، جمعہ سے زیادہ اہم موقع ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے:

كَانَ يَلْبَسُ فِي الْعِيدَيْنِ أَحْسَنَ ثِيَابِهِ .

''آپ رضی اللہ عنہ عیدین میں عمدہ ترین لباس پہنتے ہیں۔''

(السنن الكبرىٰ للبيهقي : 281/3، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(فتح الباري : 439/2)

(سوال): ایک شخص کسی کمپنی میں ملازمت کرتا ہے، وہ کمپنی سہولت دیتی ہے کہ اس کا کوئی بھی ملازم یا ملازم کے اہل خانہ کا کوئی فرد فوت ہو، تو کمپنی اس کے تجہیز و تکفین کے خرچہ اٹھاتی ہے، کیا کمپنی سے اس مد میں پیسے لینا جائز ہے؟

(جواب): یہ رقم کمپنی کی طرف سے اپنے ملازم کے لیے تحفہ وعطیہ ہے، اسے وصول

کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

(سوال): میت کے کفن پر عطر لگانا کیسا ہے؟

(جواب): جائز ہے۔

(سوال): اگر میت کا جسم ریزہ ریزہ ہو جائے اور اس پر پانی بہانا ممکن نہ ہو، تو غسل کا کیا حکم ہے؟

(جواب): اگر میت کو غسل دینا ممکن نہ ہو، تو بغیر غسل کفن و دفن کرنا درست ہے۔

(سوال): میت کو کفن میں لپیٹنے کے بعد کفن پر نجاست لگ گئی، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): نجاست والی جگہ کو دھو لیا جائے، کفن تبدیل کرنے کی ضرورت نہیں۔

(سوال): اگر میت کو بغیر غسل دیے دفن کر دیا گیا، تو کیا اگلے دن اسے غسل کے لیے قبر سے نکالا جا سکتا ہے؟

(جواب): جب دفن کر دیا جائے، تو بغیر شدید ضرورت کے باہر نکالنا درست نہیں۔ اس لحاظ سے جس میت کو بغیر غسل دفنا دیا گیا، اسے غسل کے لیے باہر نکالنے کی ضرورت نہیں۔

(سوال): کیا خنثیٰ مشکل میت کو بھی غسل دیا جائے گا؟

(جواب): جی ہاں۔

(سوال): قریب المرگ پر سورت یٰس کی تلاوت کرنا کیسا ہے؟

(جواب): ثابت نہیں، اس بارے میں حدیث ضعیف ہے۔

❀ سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِقْرَءُوا عَلٰی مَوْتَاکُمْ یٰس .

''قریب المرگ لوگوں پر سورت یٰس کی قرأت کریں۔''

(مسند الإمام أحمد : 26/5؛ سنن أبي داوٗد : 3121؛ السّنن الکبرٰی للنّسائي : 10914؛ سنن ابن ماجه : 1448)

سند ضعیف ہے۔

① بعض سندوں میں ابوعثمان کے مجہول والد کی زیادت ہے۔ یہ المزید فی متصل الاسانید ہے۔

② ابوعثمان نے معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے سماع کی تصریح نہیں کی۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''ضعیف'' کہا ہے۔

(الأذکار، ص 144)

❁ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَرَادَ بِهٖ مَنْ حَضَرَتْهُ الْمَنِيَّةُ لَا أَنَّ الْمَيِّتَ يُقْرَأُ عَلَيْهِ وَكَذٰلِكَ قَوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ .

''اس حدیث سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریب المرگ مراد لیا ہے۔ نہ کہ میت پر قرآن پڑھا جانا، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کہ مردوں کو لا الٰہ الا اللہ کی تلقین کریں (یہ بھی قریب المرگ کے لئے ہے، میت کے لئے نہیں)۔''

(صحیح ابن حبان، تحت الحدیث : 3002)

❁ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے اسی کو ترجیح دی ہے۔

(الرّوح، ص 11)